اردو زبان میں فقہی لٹریچر۔ اغاز وارتقاء

ضیاالدین ملک

فقہ، اسلامی علوم کا ایک نہایت اہم حصہ ہے، اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور ہی سے اس کی اہمیت وضرورت مسلم رہی ہے، اسی وجہ سے دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے مسلمانوں نے تقریباً ہر زبان میں فقہ کا ایک قابل لحاظ سرمایہ فراہم کیا ہے، عہد وسطیٰ کے ہندوستان میں اس علم کی طرف میلان کی بنیادی وجہ اس کی افادیت اور سلاطین وقت سے قربت کے حصول کی خواہش تھی، اس علم میں مہارت کی وجہ سے انہیں قاضی، مفتی، عالم اور فاضل جیسے معزز القاب سے نوازا جاتا تھا۔(۱) تدریس وتصنیف کے ذریعے علماء ہند نے اس علم کو فروغ بخشا، صوفیائے کرام نے اپنی خانقاہوں میں اس فن کی تعلیم دی، شاہانِ وقت نے اس کی سرپرستی فرمائی، ہندوستان میں مسلمانوں کی حکمرانی کا آغاز جب سے ہوتا ہے، اسی وقت سے مدارس اور اسلامی اداروں کا فروغ شروع ہوتا ہے۔(۲) علم فقہ ان اداروں کے نصاب کا ایک اہم جزو ہوتا تھا بلکہ اس زمانے کا بہت ہی محبوب ومقبول فن تھا۔(۳) یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ سلاطین بسا اوقات فقہاء کی صحبت کو پسند کرتے اور پیش آمدہ مسائل میں شریعت کا نقطۂ نظر معلوم کرنے کی کوشش کرتے تھے۔(۵) اس مقصد کے لئے کبھی کبھی علماء کی خاص نشستیں ہوا کرتی تھیں، جن میں مختلف مسائل پر تبادلہ خیال ہوتا۔ اس طرح کی محفلوں کو "حضر" کہا جاتا تھا۔(٦)

عہد وسطیٰ کے ہندوستان میں علماء کے علاوہ صوفیائے کرام بھی اس علم کی بقا، ترقی اور فروغ میں کافی دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ چنانچہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کو جو شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید وخلیفہ تھے، فقہ میں ان کی مہارت اور قابلیت کی بنیاد پر ابوحنیفہ ثانی کہا جاتا تھا۔(۷) اسی طرح شیخ فخر الدین رازی اور قاضی محی الدین کاشانی (مریدان نظام الدین اولیاء) اور حسام الدین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فقہ اسلامی میں بہت عمدہ صلاحیتوں کے حامل تھے۔(۸) علماء و صوفیاء کی تدریسی خدمات کے علاوہ تصنیف وتالیف کا شعبہ ان کی اس میدان میں گہری وابستگی کو ظاہر کرتا ہے، فقہی

تصانیف کی ابتداء یوں تو بہت پہلے ہوچکی تھی مگر اس میں باضابطگی غزنوی عہد (۹۹۸-۱۱۸۶ء) میں آتی ہے، اس دور کی مشہور تصنیف ''مجموع سلطانی'' ہے۔(۹) اس عہد میں علمائے کرام نے اہم کتب پر شروح وحواشی تیار کیں اور طبع زاد کام بھی کئے، اس طرح کی بیشتر کتابیں عربی یا فارسی میں مرتب کی گئیں، جن بنیادی کتب پر شروح وحواشی تصنیف کی گئی ان میں مشہور ترین ہدایہ، قدوری، وقایہ، اصول بزدوی، مسلم الثبوت اور المنار ہیں۔ ہدایہ اور قدوری کی پندرہ سے زائد شرحیں لکھی گئیں۔(۱۰)

فقہی سرمایہ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس عہد میں فتاویٰ کے مجموعے بھی تیار کئے گئے، اس طرح کے بیشتر کام سلاطین یا امراء کی ایما پر ان کی سرپرستی میں کئے جاتے تھے اور ان ہی کی طرف منسوب ہوتے تھے، مثلاً: فتاویٰ فیروز شاہی، فتاویٰ تاتارخانیہ، فتاویٰ ابراہیم شاہی اور فتاویٰ عالمگیری (۱۱) وغیرہ وقت کے حکمرانوں کی فقہ سے دلچسپی کو ظاہر کرتے ہیں۔ دوسری طرف اس عہد میں صوفیائے کرام نے بھی فقہ سے متعلق متعدد رسائل ومکاتیب تیار کئے، مثلاً: شیخ یوسف گدائی اور شیخ نصیر الدین (تلامذہ شیخ نظام الدینؒ) نے تحفۃ النصائح اور طرقۃ الفقہاء لکھیں۔(۱۲) شیخ فضل اللہ جوماجو کے نام سے مشہور ہیں، انہوں نے فتاویٰ صوفیاء تصنیف کی۔(۱۳) مغلیہ سلطنت میں جن علوم پر وقیع کام ہوا ان میں فقہ کو نمایاں مقام حاصل ہے، اس عہد میں فارسی اور عربی میں بھی کتابیں لکھی گئیں، اس عہد کی مشہور کتاب فتاویٰ عالمگیری ہے جسے عالمگیر نے علماء کے ایک بورڈ کے ذریعے تیار کرایا، آج بھی یہ کتاب حوالہ کے لئے استعمال کی جاتی ہے، اس عہد میں جو تصنیفی کام ہوا اس کی فہرست کافی طویل ہے، چند نمائندہ کتب حسب ذیل ہیں:

''فتاویٰ اکبرشاہی'' عتیق اللہ بن اسماعیل بن شیخ قاسم نے اکبر کے عہد میں تصنیف کی، ''ملہم الغیب'' عہد جہانگیری میں محمد شریف کنبوہ نے تصنیف کی، اسی طرح عہد شاہجہاں میں عبدالسلام دیوبی نے ''الشراحات المعالیۃ شرح المنار'' تصنیف کی اور شاہ ولی اللہ نے اجتہاد وتقلید پر اسی عہد میں ایک تصنیف چھوڑی جس کا نام ''عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید'' ہے۔(۱۴)

ہندوستان میں جو بھی فقہی لٹریچر تیار ہوا وہ فقہ حنفی کی روشنی میں تیار کیا گیا کیونکہ یہاں مسلمانوں کی اکثریت حنفی مسلک سے وابستہ رہی ہے، ترک اور مغل سلاطین اور علماء جو ان کے ساتھ تھے اور جو بعد میں مرکزی ایشیا کے مختلف علاقوں سے ہندوستان آئے، وہ حنفی مسلک کے پیروکار تھے، چنانچہ اسی مسلک کو دہلی کے سلاطین نے سرکاری طور پر تسلیم کیا اور اس کی اشاعت میں حصہ لیا۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد انیسویں صدی کے نصف آخر سے ہندوستانی مسلمان سلطنت برطانیہ کے تحت زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوئے، اس عہد میں فارسی زبان کے اثرات آہستہ آہستہ کم ہوتے گئے اور یہ زبان حکومت کی سرپرستی سے محروم ہوگئی، اسی زمانہ میں اردو زبان نے عمومی زبان کی حیثیت اختیار کرلی، چنانچہ مختلف علوم وفنون کی ترویج واشاعت میں اردو زبان کا عمل دخل بڑھتا چلا گیا اور مسلمانوں کے تمام طبقے اس زبان

سے مانوس ہوگئے، اردو کے ابتدائی ترقی کے زمانے میں عربی اور فارسی کتب سے ترجمہ پر زیادہ توجہ دی گئی، لیکن اس کے باوجود اردو زبان میں لکھی جانے والی بنیادی کتب میں کمی واقع نہیں ہوئی۔

ہندوستان میں اردو ادب کی ترقی میں جہاں شعراء وادباء کا حصہ ہے، وہیں علمائے کرام کی ان کاوشوں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، جو انہوں نے علم فقہ کے سلسلے میں انجام دی ہیں، نظم ونثر میں اسلام کے بنیادی ارکان کی تشریح وتعبیر، آسان و سہل زبان میں ان کی تشریح وتفہیم ہندوستان کی نئی مسلم نسل کے لئے وقت کی ضرورت تھا، ہندوستانی علماء نے اس ضرورت کی تکمیل کرکے نہ صرف یہ کہ شریعت اسلام کی خدمت کی بلکہ اردو زبان وادب کو فقہی لٹریچر سے مالا مال کردیا۔ علماء ہند کی فقہی خدمات کا جائزہ اس حیثیت سے نہیں کیا گیا جس سے اندازہ ہوسکے کہ فقہی کتب میں کن مباحث سے تعرض کیا گیا ہے، اسی طرح اردو میں فقہی لٹریچر سے متعلق کوئی ایسا مطالعہ ابھی تک سامنے نہیں آیا ہے، جس سے مصنفین و مولفین اوران کی کتابوں کے مطابع سن طباعت اور صفحات کی تعیین ہوسکے، اب تک اردو زبان میں فقہی لٹریچر پر جو کام ہوا ہے، ان میں سے بیشتر فقہی شخصیات کے حوالے سے لکھی گئی ہیں، ایسی تمام کوششوں سے فقہی کتب کے بارے میں بہت کم معلومات فراہم ہو پاتی ہیں، ضرورت ہے کہ فقہ کی اردو کتب کا موضوعاتی جائزہ لیا جائے۔

ذیل کی تفصیلات سے ۱۸۵۷ سے ۱۹۹۶ء تک کے مطبوعہ اردو فقہی لٹریچر کی کمیت وکیفیت کا کچھ اندازہ ہوسکے گا۔

اول: دوسری زبانوں سے فقہی لٹریچر کا اردو ترجمہ:...... ۳۳ کتب برائے عمومی فقہ، ۱۶ کتب برائے عبادات، ۲۰ کتب برائے سماجی، معاشی عائلی اور بین الاقوامی معاملات، ۲۵ کتب برائے اصول فقہ اور سوانحی کتب، اس مجموعہ میں ۹۷ کتب عربی سے، ۹ کتب فارسی سے، ۵ کتب انگریزی سے مترجم ہیں اور ایک گجراتی سے ترجمہ ہوئی ہے۔

دوم: وہ کتب جو خالص اردو زبان میں لکھی گئیں:...... ۴۴ کتب برائے تاریخ فقہ، سوانح فقہاء اور اصول فقہ، ۱۵۱ کتب برائے عمومی مسائل فقہ، ۱۲ کتب برائے عبادات، ۷ کتب طہارت کے موضوع پر، ۸۸ کتابیں مسائل صلوٰۃ سے متعلق، ۶ کتابیں متعلقات مسجد کے بارے میں، ۴۱ کتب برائے روزہ اور رؤیت ہلال، ۲۱ کتب برائے زکوٰۃ وصدقات، ۳۸ کتب برائے حج وعمرہ، ۱۰۶ کتب برائے عائلی وخاندانی مسائل، ۳۵ کتابیں برائے معاشی امور (سود، رشوت، اوقاف، جائیداد، پگڑی سسٹم وغیرہ) ۱۴ کتب برائے عقوبات (حدود وقصاص، تعزیر) ۸ کتب برائے بین الاقوامی معاملات، ۶ کتب برائے نظام قضا، ۳۲ کتب برائے مندوبات ومکروہات۔

اردو زبان میں فقہی لٹریچر کی طباعت کا کام اٹھارہویں صدی عیسوی کے آخری چوتھائی سے شروع ہوتا ہے، اگرچہ دکنی اردو میں فقہی سرمایہ کا پتہ سترہویں صدی عیسوی کے آخری چوتھائی سے لگتا ہے جو مخطوطات کی شکل میں مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں، اس دور میں بیشتر کتب فقہ منظوم ہیں، یہ منظوم فقہی کتابیں آسان زبان میں عموماً عبادات کے تمام گوشوں سے بحث کرتی ہیں۔

عبدوابین کی فقہ ہندوی ۱۶۶۳ء میں اورنگ زیب کے عہد میں تیار کی گئی، شاہ ملک نے ۱۶۶۶ء میں ''احکام الصلوٰۃ'' نامی کتاب تصنیف کی جو مثنوی میں ہے، شاہ ملک علی عادل شاہ حکمراں بیجاپور (۱۶۶۷-۱۶۵۶) کا ہم عصر ہے، فقہ کا دوسرا قدیم منظوم رسالہ دکنی اردو میں یقین نامی شخص کے ذریعہ ۱۷۶۸ء میں ''فقہ المبین'' کے نام سے تصنیف کیا گیا، بدر عالم نے ۱۷۸۴ء میں ''محفوظ خانی'' نامی کتاب تصنیف کی، مذکورہ کتاب ارکان اربعہ سے متعلق ہے، پندرہ ابواب پر مشتمل ہے، اسی طرح مجموعہ رسائل فقہ، جو فقہی رسائل پر مشتمل ہے، اسے مختلف مصنفین نے فقہ کے مختلف موضوعات پر مرتب کیا، یہ کتاب ۱۸۰۹ء میں تیار کی گئی۔ (۱۵)

اردو زبان میں طباعت کا آغاز کب سے ہوا، یقین کے ساتھ کہنا مشکل ہے، البتہ اٹھارہویں صدی عیسوی کے اخیر سے مطبوعہ کتابوں کا سراغ ملتا ہے، مثلاً کرامت علی کی مفتاح الجنۃ ۱۷۹۰ء میں شائع ہوئی، عمر الدین کی اجارۃ فی الذکر مع الجنازہ ۱۸۰۰ء میں شائع ہوئی، اسماعیل خاں کی تحفۂ رمضان ۱۸۱۱ء اور سلامت اللہ کی رفع الحجاب ۱۸۱۵ء میں شائع ہوئی۔ (۱۶) علاء الدین حصکفی کی مشہور عربی کتاب ''در مختار'' کا ترجمہ ''غایۃ الاوطار'' پہلی دفعہ خرم علی بلہوری نے ۱۸۷۱ء میں شائع کرایا۔

اردو فقہی لٹریچر کا اہم باب وہ تراجم ہیں، جو درسی کتب کے شروح، حواشی اور ترجموں پر مشتمل ہیں، یہ مدرسوں میں طلباء کو پڑھائی جاتی ہیں، یا قانونی مسائل کے حل کے لئے علماء کے کام آتی ہیں، ان میں ذیل کی کتب شامل ہیں، ہدایہ، مختصر القدوری، شرح وقایہ، الدر المختار، المنار اور مسلم الثبوت وغیرہ۔

اردو لٹریچر میں کتب فتاویٰ کے ترجموں سے بھی یک گونہ اضافہ ہوا ہے، ان میں مشہور ترین فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ عزیزی اور فتاویٰ رحیمیہ ہیں جن کی تمام جلدیں ترجمہ ہو کر مختلف مطابع سے شائع ہو چکی ہیں، فتاویٰ کے ان مجموعوں سے علمائے کرام، مفتیان عظام، ارباب قضا کے علاوہ عام مسلمان بھی استفادہ کرتے ہیں، اسی عہد میں جبکہ عربی اور فارسی کتب فقہ کا ترجمہ مختلف زبانوں میں ہو رہا تھا، بعض اہم کتب کا ترجمہ انگریزی زبان میں بھی ہوا، ان کتب کو برطانوی عہد حکومت کی عدالتوں میں حوالوں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا، خصوصیت کے ساتھ مسلم پرسنل لاء کے مسائل کے لئے ان کتب کی ضرورت قاضیوں اور ججوں کو پیش آتی تھی، اسی طرح انگریزی زبان میں بعض کتب فقہ تصنیف کی گئیں، جن کا ترجمہ اردو زبان میں کیا گیا، تاکہ افادہ واستفادہ کی راہیں آسان ہوسکیں، اس سلسلے میں اہم کتب ڈی بی میکڈونلڈ کی Oevekepment of muslim theology. Jurispudence and Constitutional theory ہے، جس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ''اسلامی اصول قانون اور نظریہ دستوری'' کا ارتقاء کے نام سے کیا ہے۔ سر ڈنشا فری ڈونگی کی Anglo Muhammadan Law کا اردو ترجمہ مسعود علی نے ''اصول شرح اسلام'' کے نام سے شائع کرایا۔ سید علی رضا کی Principles of

Muhammadan Law کا اردو ترجمہ ''اصول شرح محمدی'' کے نام سے سید امیر علی نے کیا۔ اسی طرح فقہ اسلامی پر عبدالرحیم کے انگریزی خطبات کا ترجمہ مسعود علی نے ''اصول فقہ اسلامی'' کے نام سے کیا، بعد کے زمانے میں خصوصیت کے ساتھ فقہ کی جن کتب کا ترجمہ مختلف زبانوں سے کیا گیا، ان کا تعلق اصول فقہ، مصادر فقہ، فتاویٰ، اجتہادی مسائل، عصری وجدید مسائل اور سوانحی کتب سے ہے، ان تمام موضوعات کا احاطہ موضوعات کے اعتبار سے تقریباً چورانوے کتب میں کیا گیا جو عربی انگریزی، فارسی، گجراتی زبانوں سے ترجمہ ہوئیں۔(۱۷)

ابتدائی زمانہ میں خالص اردو زبان میں فقہی کتابیں عام طور پر عام فہم اور سادہ اسلوب بیان میں تصنیف کی گئیں، یہ کتب بنیادی عقائد کی توضیح اور فرائض وواجبات کی تشریح کرتی ہیں، دوسری قسم ان کتب فقہ کی ہے جن کے ذریعے ایک مسلمان اپنی روزمرہ کی زندگی کے لئے رہنمائی حاصل کرسکتا ہے، سماجی اور معاشی مسائل کے تعلق سے ان میں معلومات فراہم کی گئی ہیں، ہندوستانی فقہی لٹریچر نے جن موضوعات کا اب تک احاطہ کیا ہے، وہ حسب ذیل ہیں:

عمومی عبادات، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، سماجی ومعاشی معاملات، خاندانی وعائلی مسائل، فوجداری اور بین الاقوامی معاملات، قضا، مکاتب فقہ، فقہاء کی سوانح عمریاں، جدید مسائل وغیرہ پر ہندوستانی علماء نے بھرپور کام کیا ہے اور کم وبیش پانچ سو ننانوے کتب ان مختلف موضوعات پر اردو زبان میں تصنیف ہوئی ہیں، اس طرح یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ انیسویں اور بیسویں صدی کا اردو میں فقہی سرمایہ اپنی جامعیت اور وسعت کے اعتبار سے کافی اہمیت رکھتا ہے، یہ فقہی لٹریچر نہ صرف یہ کہ اردو داں طبقہ کے لئے معلومات فراہم کرتا ہے بلکہ جدید ہندوستان کے سماجی ومعاشی مسائل کا دینی حل بھی پیش کرتا ہے، مسلم سماج کے ان جدید مسائل کے حل کے لئے مسلم فقہاء نے کثرت سے قیاس کا استعمال کیا، ان کی یہ کوشش اجتہاد کے بند دروازے کو کھولنے میں معاون ثابت ہوئیں، اجتہاد کا استعمال کرکے جدید فقہی مسائل کے حل کی کوششوں میں جن علماء وفضلاء اور فقہاء ہند نے فقہ وفتاویٰ کے میدان میں نمایاں حصہ لیا، ان میں خاص طور سے قابل ذکر یہ ہیں: مولانا اشرف علی تھانوی، مفتی محمد شفیع، مفتی کفایت اللہ مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا سعید احمد اکبرآبادی، مولانا عبدالشکور فاروقی، مولانا مفتی ظفیر الدین مفتاحی، مولانا تقی امینی، مولانا منت اللہ رحمانی، مولانا برہان الدین سنبھلی، مولانا مجیب اللہ ندوی، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ان علماء نے جدید مسائل پر الگ الگ بحث کی ہے اور مختلف موضوعات پر کتب تصنیف کی ہیں، جدید مسائل کی ایک فہرست ان موضوعات کو سمجھنے میں معاون ہوگی، رویت ہلال، جدید آلات کے ذریعے رویت ہلال کی خبر، بینک کا سود، سرمایہ کاری، مزدور و مالک کے درمیان تعلقات، تزئین وآرائش کے جدید ذرائع وطریقے، علاج کے لئے محرکات کا استعمال، لاعلاج مریضوں کا مسئلہ، پلاسٹک سرجری، خون کا عطیہ، اعضاء کا عطیہ ان کی تنصیب، پگڑی سسٹم، مشینی ذبیحہ، لائف انشورنس وغیرہ۔

موجودہ دور میں فقہ اور متعلقات فقہ پر بعض کتب اپنی علمی وقعت و بلندی اور ہمہ جہتی و وسعت نظری کی وجہ سے ہر مسلک فکر کے علماء اور عام مسلمانوں کے نزدیک متداول ہیں، نمائندہ کتب حسب ذیل ہوسکتی ہیں: مولانا اشرف علی تھانوی کی بہشتی زیور، مولانا عبدالشکور کی علم الفقہ، مولانا عبدالحیٰ فرنگی محلی کی مجموعہ فتاویٰ، علامہ شبلی نعمانی کی سیرت النعمان، مولانا مناظر احسن گیلانی کی مقدمہ تدوین فقہ، مولانا محمد تقی امینی کی احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت، مولانا ابوالحسن ندوی کی ارکان اربعہ، مولانا یوسف اصلاحی کی آسان فقہ، مولانا مجیب اللہ ندوی کی اسلامی فقہ اور اسلامی قانون اجرت، مولانا محمد عاصم کی فقہ السنہ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی قاموس الفقہ اور جدید فقہی مسائل اور ان کا حل۔

اردو فقہی لٹریچر میں ان فتاویٰ کی بہت زیادہ اہمیت ہے جو استفتاء کی شکل میں ہندوستانی عوام و خواص کی جانب سے کیئے گئے اور مختلف دارالافتاء اور مدارس سے مرتب شکل میں شائع ہوتے رہے ہیں، یہ سوالات عام طور پر مسلم معاشرہ کو در پیش جدید مسائل کے تعلق سے بہت اہمیت کے حامل ہیں، فتاویٰ لٹریچر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کی روزمرہ کی زندگی میں کیسے کیسے مشکل، نازک اور پیچیدہ مسائل پیش آسکتے ہیں، قوانین اسلام کی تدوین و تصنیف میں ہندوستان کے دارالافتاء نے نمایاں کردار ادا کیا ہے، ان میں سے دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے فتاویٰ شائع ہو چکے ہیں، اردو فقہ و فتاویٰ کی خدمت دارالعلوم دیوبند نے تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعے اپنے دور آغاز ہی سے شروع کر دی تھی، مفتی، قاضی، فقیہ، عالم اور فاضل کی اسناد دے کر ہندوستانی عوام کی خدمت کے لئے جن فضلاء و علماء کو اس ادارہ نے پیدا کیا، انہوں نے فقہ کی خدمات انجام دے کر اردو لٹریچر میں گرانقدر اضافہ کیا ہے، دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کی فقہی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس ادارہ نے نہ صرف یہ کہ قانون اسلام کے ماہرین کی فراہمی میں تعاون کیا بلکہ روزمرہ کے نئے نئے مسائل کا حل بھی پیش کیا، اس ادارے کے فتاویٰ مختلف ناموں سے کئی کئی جلدوں میں شائع ہوتے رہے ہیں، مثلاً: فتاویٰ رشیدیہ، عزیز الفتاویٰ، امداد المفتیین، امداد الفتاویٰ اور نظام الفتاویٰ وغیرہ، مفتی ظفیر الدین صاحب نے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند تیرہ جلدوں میں مرتب کئے ہیں۔

بعض دیگر ہندوستانی ادارے اور مدارس اگرچہ وہاں باضابطہ افتاء کا نظم نہیں ہے لیکن وہاں کے اساتذہ نے ذاتی طور پر، فقہ سے دلچسپی کی بناء پر یہ خدمت انجام دی ہے، انہوں نے مختلف مسائل پر فتوے دیئے، فقہ پر کتب تصنیف کیں، رسائل تحریر کئے، مقالات و مضامین لکھے اور سیمینار و کانفرنس میں شرکت فرما کر اپنی علامانہ رایوں کا اظہار کیا، اس طرح کے مدارس میں جو نام نمایاں طور پر لئے جاسکتے ہیں ان میں مظاہر العلوم سہارنپور، ندوۃ العلماء لکھنو، جامعہ اسلامیہ بنارس، احیاء العلوم مبارکپور، جامعہ دارالسلام عمرآباد، جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ، جامعۃ الفلاح اعظم گڑھ، جامعہ سبیل السلام حیدرآباد ہیں۔ مدارس کے علاوہ جن اداروں نے فقہ و فتاویٰ میں دلچسپی دکھائی، ان میں امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، مجلس

تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنو وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ اپنی قدامت اور اہمیت کی وجہ سے قدرے تفصیلی تعارف کی مستحق ہے، اس کی بنیاد مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد نے ۱۹۲۱ء میں ڈالی۔ (۱۸) مختلف علماء کی سرپرستی میں اس ادارہ نے ترقی کے منازل طے کیے، خصوصیت کے ساتھ مولانا منت اللہ رحمانی مرحوم ومغفور کا زمانہ اس کے عروج وترقی کا زمانہ کہا جاسکتا ہے، اس کے بعد مولانا مجاہد الاسلام قاسمی کی خصوصی عنایت وتوجہ نے اس ادارے کو عالمی شہرت بخشی ہے، اس ادارہ میں عملی طور پر ایک شرعی عدالت قائم ہے جس کے ذریعے بہار واڑیسہ کے مسلمانوں کے عائلی مسائل کا تصفیہ ہوتا ہے، قاضی شریعت فریقین کے مسائل خود سماعت کرتا ہے، مقررہ تاریخوں میں سماعت ہوتی ہے اور پھر فیصلہ ہوتا ہے جو آخری اور نافذ العمل ہوتا ہے، اس طرح کے تمام مسائل کو ریکارڈ کرلیا جاتا ہے، ان فیصلوں کے خلاف کوئی قانونی چارہ جوئی نہیں کی جاسکتی ہے، قاضی شریعت کے یہ فیصلے سہ ماہی فقہی مجلّے ''بحث ونظر'' میں شائع ہوتے ہیں، جو ایک اعلیٰ علمی مجلّہ ہے اور برسوں سے فقہ کی نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے، خالص فقہ کے موضوع پر اردو زبان میں یہ واحد رسالہ ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی ہندوستان کا ایسا ادارہ ہے جس نے فقہی موضوعات پر مرکز تحقیق کی حیثیت اختیار کرلی ہے، اس نے اردو زبان میں بہت ہی قیمتی فقہی سرمایہ فراہم کیا ہے، اس نے اب تک نو بڑے سیمینار کرائے ہیں، جن میں ملک وبیرون ملک کے مشہور علماء نے شرکت کی ہے، اس ادارہ نے علماء سے جدید مسائل پر مقالات لکھوائے اور مباحثے کرائے، جن اہم موضوعات پر یہ سیمینار ہوچکے ہیں، وہ یہ ہیں: پگڑی (بدل خلو) اعضاء کی پیوندکاری، ضبط وتولید، کرنسی نوٹوں کی شرعی حیثیت، ترقیاتی قرضے، بینک انٹرسٹ وسودی لین دین، بیع حقوق، مرابحہ، اسلامی بینکنگ، دوملکوں کی کرنسی کا ادھار تبادلہ، ہندوستان کے موجودہ حالات میں انشورنس کی شرعی حیثیت، اراضی ہند کی شرعی حیثیت اور اسلام کا نظام عشر وخراج، مصرف زکوٰۃ فی سبیل اللہ، مسائل زکوٰۃ وغیرہ۔ ان سیمیناروں کی کارروائی اور ان میں پیش کردہ مقالات اب تک سات جلدوں میں مجلّہ فقہ اسلامی کے نام سے شائع ہوچکے ہیں۔ اسلامک فقہ اکیڈمی کی جانب سے متعدد تصنیفات اور تراجم بھی شائع ہوچکے ہیں، اس کی ان کوششوں کو اجتماعی اجتہاد کی طرف پیش قدمی کہا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات

(۱)......ضیاء الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی، کلکتہ ۱۸۶۲ء، ص ۵۲، ۳۵۱، ۳۸۰ (۲)......امداد صابری، دہلی کے قدیم مدارس ومدرس، دہلی ۱۹۷۷ء، ص ص ۴۱، ۵۲ (۳)......ابوالحسنات ندوی، ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں، اعظم گڑھ ۱۹۷۱ء، ص ۹۳ (۴)......تاریخ فیروز شاہی، ص ۴۶۴ (۵)......منہاج السراج، طبقات ناصری، کابل ۱۹۶۴ء، ص ۱۷۵،

برنی،ص ۴۶،تلقاشندی،ص ۸۵،۹۵،۹۷،اسامی،فتوحات السلاطین،مدراس ۱۹۴۸،ص ۲۱۹ (۶)......خلیق احمد نظامی، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، دہلی، ۱۹۵۸،ص ۵۴ (۷)......خیر المجالس نصیر الدین چراغ دہلی،مرتب حمید قلندر، تصحیح وتزئین خلیق احمد نظامی، علی گڑھ ۱۹۵۹،ص ۳۴ (۸)......امیر خسرو، سیر الاولیاء، دہلی ۱۳۰۲ھ،ص ۵۶ (۹)......ظفر الاسلام Socio-Ecnomic Dimention of Fiqh Literature in Medival India, Lahore, 1990,P.5 (۱۰)......زبید احمد،عربی ادبیات میں پاک وہند کا حصہ،لاہور،۱۹۹۷ص ۸۹۔عبدالحئی، الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند، دمشق ۱۹۵۸،ص ص ۱۰۵-۱۰۷ (۱۱)......اسحٰق بھٹی، برصغیر پاک وہند میں علم فقہ، لاہور ۱۹۷۳ (۱۲)......فقیر محمد، حدائق الحنفیہ ،نولکشور، ۱۸۷۹،ص ۲۹۴ (۱۳)......حوالہ سابق ،اور خلیق احمد نظامی، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ص ۵۸۹ (۱۴)......ڈاکٹر زبید احمد،عربی ادبیات میں پاک وہند کا حصہ،ادارہ ثقافت اسلامیہ،لاہور،۱۹۸۷، ص ۳۰۱، ۳۰۴، ۳۰۸ (۱۵)......عبدالقادر سروری،فہرست اردو مخطوطات، حیدرآباد دکن، ۱۹۲۹، ص ص ۲۲، ۴۰-۶۳ (۱۶)......قاموس الکتب، انجمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی، ۱۹۶۱ (۱۷)......تفصیلات کے لئے راقم کے ایم فل کا مقالہ بعنوان A study of Fiqh Litrature in urdu since 1857 کا دوسرا باب ملاحظہ ہو۔

(۱۸)......مولانا عبدالصمد رحمانی تاریخ الدت شرعیہ۔ پٹنہ ۱۹۴۳ء

☆......☆......☆